مقبول ترین
قومی ایوارڈ یافتہ
کثیرالاشاعت میگزین
18 واں سال
مسلسل اشاعت

ماہنامہ آبِ حیات لاہور

جلد 18 | شمارہ 08 | اگست 2018ء | ذیقعد / ذی الحجہ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

- سیاسی گالم گلوچ (اداریہ)
- حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام
- ذوالحجہ کی فضیلت
- حج کے احکام و مسائل
- اللہ والوں کی باتیں
- قربانی کے مسائل، فضائل و احکام
- عید کے مسنون اعمال
- اسلامی معلومات کا خزانہ

مدیر اعلیٰ
مولانا محمود الرشید حدوٹی عباسی
شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت برکاتہم
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

اِدارہ آبِ حیات ٹرسٹ لاہور
غوث گارڈن 2
جی ٹی روڈ مناواں لاہور کینٹ
0300-0321-9458876
Aotmad Graphicd lhr

فہرست مضامین

ماہ نامہ آب حیات لاہور، اگست ۲۰۱۸ء

اس کے علاوہ وہ بہت کچھ جو باذوق قارئین مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

نقش آغاز محمود الرشید عباسی حدوٹی

سیاسی گالم گلوچ

پاکستانی تاریخ میں الیکشن آتے ہیں اور اپنے پیچھے ناقابل فراموش داستانیں چھوڑ جاتے ہیں، امیدوار کسی بھی پارٹی اور جماعت کا ہو اس کے ساتھ لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم محبت کا اظہار کرتا ہے، امیدواروں کے حق میں نعرہ رستاخیز بلند کرتا ہے، آگیا اور چھا گیا کی گونج میں اپنے اپنے لیڈروں کو نوازا جاتا ہے، ہر کوئی اپنے کو سوا سیر بنا کر پیش کرتا ہے اور ہر کسی کا دعویٰ ہوتا ہے کہ اگر مجھے اس الیکشن میں کامیابی سے ہمکنار کیا گیا تو میں ملک کی تقدیر بدل دوں گا، میں ملک کو قائد اعظم کا پاکستان بنا دوں گا، میں پاکستان کو علامہ اقبال کا پاکستان بنادوں گا۔

یہ سب نعرے اور دعوے اپنی جگہ پر درست ہیں یا نادرست، مگر ایک بات جو محسوس کی جارہی ہے وہ پاکستانی سیاست میں بدتمیزی کا عنصر ہے، جو پاکستان تحریک انصاف کی آمد کے بعد شروع ہوا ہے، پاکستان تحریک انصاف کے راہنما عمران خان جس طرح کی زبان استعمال کرتے ہیں اسی طرح کے اثرات ان کے پیروکاروں میں پائے جاتے ہیں، اس وقت پورا ملک سیاسی میدان جنگ کا منظر پیش کر رہا ہے، اس سب کا کریڈٹ عمران خان کو جاتا ہے، جنہوں نے ملک کے دھیمے سیاسی لہجے میں تناؤ اور اشتعال کیفیات پیدا کی ہیں، نفرت کے الاؤ بھڑکائے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ طریقہ کار کسی لحاظ سے مناسب نہیں ہے، انہیں اپنا انداز تکلم بدلنے کی ضرورت ہے، سنجیدہ اور قابل قبول لب ولہجہ ہی کسی متین شخصیت کا پتہ دیتی ہے۔

خادم اسلام

محمود الرشید عباسی

جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

۱۸ جولائی ۲۰۱۸ء ۵ ذیقعدہ ۱۴۳۹، بروز بدھ بوقت گیارہ بجے رات

درس قرآن

امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

حروف مقطعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمٓ ۱۔ مردم شماری کا نمبر لکھتے ہوئے تو اس طرح لکھ دیتے ہیں (م۔ش نمبر ۱۰۰) مردم سے "م" لے لی اور شماری سے "ش" لے لیا۔ تو م، ش نمبر ۱۰۰ سے مراد شماری نمبر ۱۰۰ ہے۔

۲۔ یا جس طرح نوائے وقت کا مشہور کالم نویس تھا محمد شفیع مرحوم تو لفظ محمد سے میم لے لی شفیع سے شین لے لی محمد شفیع کا مخفف م، ش بنا۔ چناچہ م، ش کی ڈائری مشہور تھی۔

۳۔ یا جس طرح ڈپٹی کمشنر کا مخفف ڈی سی ہے۔ اور اسٹنٹ کمشنر کا مخفف اے سی ہے۔ اسی طرح یہ حروف مقطعات بھی مخفف ہیں۔ پھر یہ کس سے مخفف ہیں؟ اور ان کا مخفف کیا ہے؟

۱۔ تو اس کے متعلق اکثر تو فرماتے ہیں کہ اللہ اعلم بمرادہ بذٰلک ان کی مراد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں صرف ان کے پڑھنے اور سننے کا ثواب ہو گا۔ ان کی حقیقت اور مراد کو ہم نہیں جانتے۔

۲۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہھی من اسماء اللہ تعالیٰ یہ اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ پھر ان کے قول کی تشریح میں اختلاف ہے کہ آیا بعینہ "الم، حٰم" اللہ تعالیٰ کے نام ہیں یا یہ حروف ناموں کے مخفف ہیں۔

(۱) تو ایک گروہ کہتا ہے کہ بعینہ یہی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان پر اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں تو یہ نہیں آتے تو اس کا جواب امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اور حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں یہ دیا ہے کہ ننانوے نام تو اللہ تعالیٰ کے مشہور ہیں۔ اور غیر مشہور تو شمار سے باہر ہیں البتہ جو بذریعہ وحی نازل ہوئے ہیں ان کی تعداد حمسۃ آلاف پانچ ہزار ہے۔ جو پہلی کتابوں اور صحیفوں میں نازل ہوئے ہیں۔

(۲) دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ حروف بعینہ نام نہیں ہیں بلکہ ناموں کے مخفف ہیں مثلاً الف مخفف ہے اللہ سے اور لام مخفف ہے لطیف کا۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے۔ ذاتی نام تو اللہ جل جلالہ ہے باقی سب صفاتی نام ہیں۔ جیسے رحمن ہے رحیم ہے جبار ہے وکیل ہے۔

اور اگر رزق کی تنگی ہو تو یا رحیم، یا کریم، یا رزاق ہر نماز کے ساتھ تین مرتبہ پڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء میں برکت ہے۔ اور ہر نام کی الگ الگ خاصیت ہے۔ تو الف سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور لام سے مراد لطیف ہے اور میم سے مراد مالک ہے۔ مالک بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ مٰلک یوم الدین جزا کے دن کا مالک ہے۔ اور میم سے مراد مقتدر بھی ہو سکتا ہے اور مقیت بھی ہو سکتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔

(۳) اور تیسری بات ان حروف مقطعات کے متعلق قاضی بیضاوی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ انتیس سورتوں کی ابتداء میں جو حروف مقطعات ہیں سر بین اللہ تعالیٰ و بین رسولہ ﷺ۔ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے درمیان راز ہیں۔ ان کے بغیر ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا اور ان کا یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے۔ کہ الف سے مراد آلاء اللہ ہے۔ آلاء، الی یا الو کی جمع ہے آلاء کا معنی نعمتیں ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے فبای آلاء ربکما تکذبان تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور لام سے مراد لطف اللہ ہے۔ اور میم سے مراد ملک اللہ ہے۔ معنی بنے گا نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ کی، مہربانی بھی اللہ تعالیٰ کی اور ملک بھی اللہ تعالیٰ کا۔ یہ ان حروف کی مختلف تعبیریں بیان کی گئی ہیں۔ صحیح مفہوم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ☆☆☆

درس حدیث شریف

خادم اسلام محمود الرشید عباسی حدوٹی

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والے مساکین تھے اور مال و عظمت والوں کو روک دیا گیا البتہ دوزخ والوں کے لئے دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی

(اللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بک مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِک وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِک وَفُجَائَۃِ نِقْمَتِک وَجَمِیعِ سَخَطِک)

اے اللہ میں تجھ سے تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت اور صحت کے پلٹ جانے سے اور اچانک مصیبت آجانے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔(مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید خدری نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔(مشکوٰۃ)

عورتوں کے بارے میں اس لیے اس طرح فرمایا گیا کہ یہ اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں۔☆☆☆

دینی مسائل اور ان کا حل

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کراچی

شلوار ٹخنوں سے نیچے

سوال نماز کے لیے صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو امام صاحب اعلان کرتے ہیں کہ شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کبیرہ گناہ ہے۔ نوجوان یہ سن کر اپنی پینٹ کے پائینچے فولڈ کر لیتے ہیں، بعض نمازی شلوار اوپر اٹھا لیتے ہیں، مگر ایک نمازی اس پر ڈانٹتا ہے اور کہتا ہے کہ اس طرح نماز نہیں ہوتی، کیا واقعی نماز نہیں ہوتی؟ (عاشق حسین، ہری پور)

جواب پائینچے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا شرعاً منع ہے۔ احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے رہے گا، جہنم میں جائے گا۔ جو فعل نماز سے باہر ممنوع ہو، اس کا ارتکاب اگر نماز میں کیا جائے تو اس کی شناعت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے نماز میں یہ فعل اور یہ زیادہ سخت گناہ ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ لباس ایسا سلوائے جو ٹخنوں سے اوپر ہو اور اگر لباس ایسا نہ ہو تو کم از کم پائینچے اوپر رکھنے کا اہتمام کرے اور اگر عام زندگی میں ایسا نہ کر سکے تو کم از کم نماز سے پہلے پائینچے ضرور اوپر کر لیا کرے، تاکہ نماز کی حالت میں اس گناہ سے بچ جائے۔ بعض لوگ کپڑا موڑنے کو منع کرتے ہیں، مگر انہیں حدیث کا منشا سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

حدیث کا جو مفہوم شارحین حدیث اور فقہاء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے بعد اگر نمازی آستین چڑھاتا یا کپڑوں کو گرد آلود ہونے سے بچانے کے لیے لپیٹتا ہے تو مکروہ ہے، لیکن اگر نماز سے پہلے کوئی شخص نماز کی تیاری اور حدیث پر عمل

کرتے ہوئے پائینچے اوپر کر لیتا ہے تو اس کا عمل درست ہے، البتہ کپڑا اوڑھنے میں سلیقے کا لحاظ رکھے، کیونکہ نمازی دربار خداوندی میں کھڑا ہوتا ہے، جہاں سلیقہ بھی ادب میں شامل ہے۔

اخبارات میں قرآنی آیات کی بے حرمتی

سوال بعض اخبارات میں قرآنی آیات کا ترجمہ شائع ہوتا ہے۔ایک طرف یہ دینی معلومات کے فروغ کا ذریعہ ہے، دوسری طرف اس کی بے حرمتی ہوتی ہے۔براہِ کرم اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں کہ اگر قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ پاؤں کے برابر یا ٹخنے کے برابر رکھا ہو تو یہ بے حرمتی ہے یا نہیں؟(ایمان علی)

جواب قرآن پاک کے الفاظ یا ان کا ترجمہ جہاں بھی لکھا ہو، اس کا ادب کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اخبارات میں قرآنی آیات کا ترجمہ تعلیم، نصیحت اور دین کی نشر واشاعت کی غرض سے دیا جاتا ہے، جس کا ادب واحترام لازم ہے۔اگر کوئی اسے پھینکتا ہے تو برا کرتا ہے، مگر یہ اس کی بدذوقی ہے۔اگر اخبار میں قرآنی آیات یا ان کا ترجمہ چھپا ہو تو اسے ردی میں دینے سے پہلے علیحدہ کر لینا چاہیے اور پھر مقدس اوراق میں دے دینا چاہیے۔(تفسیر ابن کثیر)

بارش کا پانی

سوال بارش کے پانی کے متعلق کیا حکم ہے؟اگر کسی جگہ بارش کا پانی جمع ہو تو اس پانی سے وضو اور غسل کرنا کیسا ہے؟اگر گھر کی چھت پر بارش کا پانی جمع ہو جائے تو اسے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ویسے تو کوئی گندگی نہیں ہوتی، معمولی کوئی پرندے وغیرہ کی بیٹ ہوتی ہو گی، سوال یہ ہے کہ پرنالہ سے بہنے والا پانی اگر جمع کر کے استعمال کر لیا جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟(محمد سفیان، سمندری)

جواب بارش کا پانی اور جو پانی بارش ہونے کے بعد چھت پر جمع ہو، وہ پاک ہے۔(ردالمحتار علیٰ الدر، کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، ۱)☆☆☆

سیرت مصطفےٰ ﷺ

حضرت مولانا عبد السلام حدوٹی صاحب مری

آپ ﷺ کا بچوں سے پیار

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات میرے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی، میں نے اس لڑکے کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم کے نام پر رکھا، پھر آپ نے وہ لڑکا ام سیف کو دے دیا جو کہ ایک لوہار کی بیوی تھی اور اس لوہار کو ابو سیف کہا جاتا تھا (ایک دن) آپ ﷺ ابو سیف کی طرف چلے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب ہم ابو سیف کے ہاں پہنچے تو وہ اپنی لوہے کی بھٹی دھونک رہے تھے اور ان کا گھر دھوئیں سے بھرا ہو تھا تو میں نے جلدی جلدی رسول اللہ ﷺ سے پہلے جا کر اس سے کہا اے ابو سیف ٹھہر جاؤ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو وہ ٹھہر گئے نبی ﷺ نے بچے کو بلایا اور اسے آپ ﷺ نے اپنے سینے سے چمٹا لیا اور آپ ﷺ نے وہ فرمایا جو اللہ نے چاہا انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچے کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دم توڑ رہا ہے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا آنکھیں اشک آلود ہیں اور دل غمزدہ ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے کہ جس سے ہمارا رب راضی نہ ہو اللہ کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے غمزدہ ہیں۔ (مسلم)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کیا آپ ﷺ اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو وہ دیہاتی لوگ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم تو بچوں سے پیار نہیں کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیا

کروں اگر اللہ نے تمہارے اندر سے رحم کو اٹھالیا ہے اور ابن نمیر کہتے ہیں اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے۔(مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا قرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے ہیں اقرع کہنے لگا کہ میرے تو دس بیٹے ہیں میں نے تو ان میں سے کسی سے پیار نہیں کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔(مسلم شریف)

نبی کریم ﷺ کا حیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیاء والے تھے جو کہ باپردہ ہو اور جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند سمجھتے تھے تو ہم اسے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے پہچان جاتے تھے۔(مسلم شریف)

نبی کریم ﷺ کے اخلاق

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت امیر معاویہ کوفہ کی طرف تشریف لائے تو ہم حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا ، فرمانے لگے کہ آپ ﷺ نہ تو بدزبان تھے اور نہ ہی بدزبانی کرتے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

حضرت سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ سے عرض کیا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں بہت زیادہ ، آپ ﷺ صبح کی نماز جس جگہ پڑھا کرتے تھے تو وہاں سے سورج نکلنے تک نہ اٹھتے تھے اور جب سورج نکل آتا تو آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوتے اور صحابہ کرام باتوں میں مصروف ہوتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے کاموں کا تذکرہ کرتے تو آپ ﷺ مسکرا پڑتے تھے۔☆

سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حافظ اسامہ محمود عباسی

سر مبارک میں تیل لگانا حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ اپنے سر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے۔ اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا۔

دائیں طرف سے شروع کرنا حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں، جوتا پہننے میں (غرض ہر امر میں) دائیں کو مقدم رکھتے تھے، یعنی پہلے دائیں جانب کنگھا کرتے پھر بائیں جانب۔

ہر وقت کنگھی پٹی سے گریز عبد اللہ مغفل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، کہ حضور اقدس ﷺ کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے۔ مگر گاہے بگاہے۔(یعنی ہر وقت نہیں کرتے تھے) حمید بن عبد الرحمن ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ گاہے بگاہے کنگھی کیا کرتے تھے۔

خضاب کیوں نہ لگایا قتادہ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا، کہ حضور اقدس ﷺ خضاب کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے بالوں کی سفیدی اس مقدار ہی کو نہ پہنچی تھی کہ خضاب کی نوبت آتی۔ سفیدی حضور اقدس ﷺ کے صرف دونوں کنپٹیوں میں تھوڑی سی تھی۔

البتہ حضرت ابو بکر صدیق حنا اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

سفید بال کتنے تھے ؟ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے حضور اقدس ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں چودہ سے زائد سفید بال نہیں گنے۔ ایک روایت میں بیس بال سفید تھے۔

حضرت جابر سے کسی نے حضور اقدس ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور اقدس ﷺ تیل کا استعمال فرماتے تھے تو وہ محسوس نہیں ہوتے تھے۔ ورنہ کچھ سفیدی کہیں کہیں محسوس ہوتی تھی۔

بڑھاپے کی وجہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں، کہ حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ﷺ بوڑھے ہوگئے (اس کی کیا وجہ ؟ حالانکہ آپ ﷺ کا اعتدال اس کا مقتضی تھا کہ آپ ﷺ جوان ہی رہتے یا آپ ﷺ کی عمر شریف کا مقتضی یہ تھا کہ آپ اس وقت تک جوان رہتے)۔ حضور ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورت ہود، سورت واقعہ، سورت مرسلات، سورت عم یتساء لون، سورت اذاالشمس کورت، ان سورتوں نے بوڑھا بنادیا۔

سبز لنگی اور سبز چادر ابو رمثہ تیمی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، کہ اپنے بیٹے کو ساتھ لئے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگوں نے مجھے حضور ﷺ کے بارے میں بتلایا (کہ یہ تشریف فرما ہیں غالباً یہ پہلے سے پہچانتے نہ ہوں گے)۔ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو مجھے یہ کہنا پڑا کہ واقعی آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے (یعنی حضور ﷺ کی لنگی بھی سبز تھی اور چادر بھی سبز تھی) اور آپ ﷺ کے چند بالوں پر بڑھاپے کے آثار غالب ہوگئے تھے لیکن وہ بال سرخ تھے۔

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں سفید بال تھے ؟ انہوں نے کہا کہ صرف چند بال مانگ پر تھے جو تیل لگانے کی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ ☆☆

حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام

ناقل۔ حافظ صفی اللہ جامعہ رشیدیہ مناواں لاہور

یہودی عالم عبداللہ بن سلام باغیچہ میں میوہ توڑ رہے تھے کہ نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر ہوئی، وہ فوراً حاضر خدمت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں جن کو ماسوائے نبی کے اور کوئی نہیں بتا سکتا، ایک یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہو گی؟

دوسرے یہ کہ جنتی سب سے پہلے کیا چیز کھائیں گے؟

تیسرے یہ کہ بچہ اپنے باپ یا ماں کے مشابہ کس وجہ سے ہوتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ابھی جبریل بتا کر گئے ہیں۔

ابن سلام نے کہا، جبریل! وہ تو یہودیوں کا سب فرشتوں میں سب سے بڑا دشمن ہے۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی

(قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّه نَزَّلَه عَلٰي قَلْبِكَ) البقرة : ۱۹۷)

آخر تک اس کے بعد آپ نے فرمایا

قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ایک آگ اٹھے گی جو آدمیوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگا کر لے جائے گی اور جنتیوں کو سب سے پہلے مچھلی کا جگر کھانے کو ملے گا اور بچہ کے مشابہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد عورت میں سے جس کا مادہ منویہ غالب رہتا ہے بچہ اسی کے مشابہ ہوتا ہے اگر ماں کا غالب ہے تو ماں سے اگر باپ کا غالب ہے تو باپ سے۔

عبداللہ بن سلام نے اس کے بعد کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابن سلام نے کہا یارسول اللہ! یہودی بڑی جھوٹی قوم ہے اور بہت مفتری، ان کو میرا مسلمان ہونا بہت ناگوار ہوگا اور وہ بڑے بہتان میرے اوپر تراشیں گے اتنے میں کچھ یہود آپ ﷺ کے پاس آئے ابن سلام نے کہا کہ آپ ﷺ میرے متعلق ان سے سوال کریں (اور خود آڑ میں ہوگئے) پھر آپ ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم ابن سلام کو کیسا جانتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے اور اچھے آدمی کا بیٹا ہے ہمارا سردار ہے اور سردار کا فرزند ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوجائے؟

یہود نے کہا اللہ اسے اس سے پناہ دے، ابن سلام سن کر باہر نکل آئے اور کہا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہا ابن سلام ہم میں بہت ذلیل اور ذلیل آدمی کا فرزند ہے اور بہت سی برائیاں کرنے لگے۔

عبداللہ بن سلام نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے تو پہلے ہی ڈر تھا کہ یہ لوگ برا کہنے لگیں گے۔

مسنون عید

① شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا، ② غسل کرنا۔ ③ مسواک کرنا ④ حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا۔ ⑤ خوشبو لگانا۔ ⑥ صبح کو بہت جلد اٹھنا۔ ⑦ عید گاہ میں جلدی جانا۔ ⑧ عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا۔ ⑨ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جانا اور واپس دوسرے راستے سے آنا۔ ⑩ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھتے جانا۔ ⑪ سواری کے بغیر عید گاہ کی طرف پیدل جانا۔ (نورالایضاح)

مخیر حضرات سے

دردمندانہ اپیل

ادارہ آب حیات ٹرسٹ حکومت پاکستان کا رجسٹرڈ ادارہ ہے۔

ادارہ آب حیات ٹرسٹ (®) کے تحت ہر ماہ،

ماہنامہ **آب حیات**☆ ماہنامہ **تحفہ خواتین**☆

ماہنامہ **صدائے جمعیت**☆اور ماہنامہ **شان دار**☆

کے علاوہ دینی کتابیں بڑی تعداد میں شائع کی جاتی ہیں اور ملک بھر میں پھیلائی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز وشاداب رکھے جس نے میری بات سنی، اسے یاد کیا اور اسے دوسروں تک پہنچایا، ادارہ آب حیات ٹرسٹ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے میں مصروف کار ہے، آپ بھی ادارہ کے دست وباز بن جائیں، اپنی ہمت کے مطابق ادارہ کے ساتھ مالی تعاون فرمائیں۔ یہ ایک صدقہ جاریہ ہے، اس میں تمام مخیر حضرات دل کھول کر اپنا حصہ شامل کریں۔ ان شاء اللہ آپ کا ایک ایک روپیہ اشاعت اسلام اور ترویج دین کے لیے استعمال ہو گا۔ خادم اسلام ،**محمودالرشیدحدوٹی**

رابطہ: ۰۳۰۰۹۴۵۸۸۷۶ / ۰۳۲۱۹۴۵۸۸۷۶

ذوالحجہ کی فضیلت اور ④ اعمال

حافظ اسامہ محمود عباسی

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کے اعمال کسی دوسرے دن میں اتنے محبوب نہیں ہیں جتنے ان دس دنوں میں محبوب ہیں، خواہ عبادت نفلی نماز ہو، ذکر یا تسبیح ہو، یا صدقہ خیرات ہو۔ (بخاری)

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان ایام میں کوئی شخص ایک دن روزہ رکھے تو ثواب کے اعتبار سے ایک روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، یعنی ایک روزے کا ثواب بڑھا کر ایک سال کے روزوں کے ثواب کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ان دس راتوں میں ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے، یعنی اگر ان راتوں میں سے کسی بھی ایک رات میں عبادت کی توفیق ہو گئی تو گویا کہ اس کو لیلۃ القدر میں عبادت کی توفیق ہو گئی۔

ان ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات کا اندازہ لگانا اتنا مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ ذی الحجہ کو کس قدر فضیلت عطا فرما رکھی ہے، اللہ تعالیٰ قدر کی توفیق دے۔

ماہ ذی الحجہ میں درج ذیل چار اعمال کو پیش نظر رکھا جائے

(۱) بال اور ناخن کاٹنے کا حکم

ذی الحج کا چاند دیکھتے ہی جو حکم سب سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہو جاتا ہے، وہ ایک عجیب و غریب حکم ہے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کو قربانی کرنی ہو تو جس وقت وہ ذی الحج کا چاند دیکھے اس کے لیے بال کاٹنا اور ناخن کاٹنا درست نہیں، چونکہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے، اس واسطے اس عمل کو مستحب قرار

دیا گیا ہے کہ آدمی اپنے ناخن اور بال اس وقت تک نہ کاٹے جب تک قربانی نہ کر لے۔ (ابن ماجہ شریف)

غور سے دیکھا جائے کہ ہمیں ایسا کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟ تو بات سمجھ میں آسانی سے آجائے گی کہ رؤف ورحیم، شفیق ومہربان نبی ﷺ نے ہمیں حاجیوں کے ساتھ مشابہت کرنے کی ترغیب دی ہے، جو اس وقت حج کی سعادت حاصل کرنے عرفات کے میدان میں جلوہ افروز ہیں۔

(۲) عرفہ کے دن کا روزہ

دوسری چیز یہ ہے کہ ذی الحج کے یہ دن اتنی فضیلت والے ہیں کہ ان دنوں میں ایک روزہ ثواب کے اعتبار سے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے، اس سے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ایک مسلمان جتنا بھی ان دنوں میں نیک اعمال اور عبادت کر سکتا ہے وہ ضرور کرے اور ۹ ذی الحج کے دن کو عرفہ کا دن کہا جاتا ہے، اس دن حاجی لوگ میدان عرفات میں رکن وقوف کر رہے ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ حج کے لیے نہیں گئے ہوئے ان کے لیے اس دن یعنی ۹ ذی الحج کو نفلی روزہ مقرر کیا گیا، اس روزہ کے بارے میں حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن جو شخص روزہ رکھے گا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ امید ہے کہ وہ روزہ اس کے لیے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔(ابن ماجہ)

(۳) تکبیر تشریق کا اہتمام

۹ ذوالحجہ کی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر ۱۳ ذی الحج کی نماز عصر تک تکبیرات تشریق جاری رہتی ہیں، یہ تکبریں ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، مردوں کے لیے اونچی آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے پڑھنا مسنون ہے، وہ تکبریں یہ ہیں اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد

(۴) قربانی دوسرے دنوں میں نہیں ہوسکتی

چوتھا اور سب سے افضل عمل جو اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے دنوں میں مقرر فرمایا ہے وہ قربانی کا عمل ہے، ان اعمال کی فضیلت اور اہمیت انہی دنوں کے ساتھ خاص ہے ان دنوں کے علاوہ سال کے کسی دوسرے دن میں یہ اعمال کرنا باعث فضیلت نہیں ہیں۔

اہل خیر اک نظر ادھر بھی

ادارہ آب حیات ٹرسٹ حکومت پاکستان کا باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ہے، جو گزشتہ دو دہائیوں سے رفاہی اور فلاحی خدمات انجام دے رہا ہے، ادارہ آب حیات ٹرسٹ پسماندہ اور غریب علاقوں میں اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہے، ادارہ آب حیات ٹرسٹ ہر ماہ ماہ نامہ آب حیات، ماہ نامہ تحفہ خواتین، ماہ نامہ شاندار اور ماہ نامہ صدائے جمعیت کے علاوہ دینی کتابیں شائع کرتا اور غریب علاقوں میں فری تقسیم کرتا ہے۔ اس لیے مخیر حضرات اپنی دینی اور اسلامی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے ادارہ کے ساتھ کھل کر تعاون فرمائیں۔ سب سے پہلے آپ ادارہ آب حیات ٹرسٹ کے باضابطہ ممبر بنیں، فارم رکنیت پر فرمائیں، اپنے دوست احباب کو بھی ادارہ کا باقاعدہ رکن بنائیں، اپنی ہمت اور بساط کے مطابق ادارہ کی کتابیں، رسالے ادارہ سے حاصل کر کے اپنے دوست احباب تک پہنچائیں، صاحب ثروت لوگوں کو ادارہ کے منشور اور دستور سے آگاہ فرمائیں۔ تعاون کے لیے اکاؤنٹ

(۱) Aab e Hayat
Accout no 10009037460011
Allied bank wahdat road branch Lahore

(۲) Monthly Aab e Hayat
Accout no1479222127163
UBL
Batapur branch Lahore

(۳) Jazz account/03009458876

حج

پروفیسر ریحان اختر صاحب علی گڑھ

اسلام میں عبادتیں دو طرح کی ہیں، ایک کا تعلق انسان کے جسم سے ہوتا ہے، مثلاً نماز، روزہ وغیرہ اور عبادت کی دوسری قسم کا تعلق انسان کے مال سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبِ ثروت کی ذاتی کمائی میں معذور اور مجبور بندگانِ خدا کا بھی حصہ ہوتا ہے، جو زکوٰۃ صدقات کی شکل میں حق داروں کو پہنچایا جاتا ہے۔ ان دو عبادتوں کے مجموعے کو حج کہا جاتا ہے۔

جس میں جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی انجام پاجاتی ہے۔ شاید اسی حقیقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے خداوند عالم نے صرف صاحب استطاعت مسلمانوں پر ہی اس عبادت کو فرض کیا ہے، جس کی انجام دہی کے لیے جسمانی مشقت، مالی اخراجات کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور وطنِ عزیز کی جدائی کا غم بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ تمام عبادتیں سابقہ شریعتوں میں فرض تھیں، اسی طرح کسی مقدس و محترم مقام کی زیارت کے لیے جانا بھی کسی نہ کسی صورت تمام شریعتوں میں تھا؛ مگر حقیقتاً فریضۂ حج ملت ابراہیمی کی یادگار ہے جو قیامت تک زندہ تابندہ رہے گی۔

قرآن پاک میں متعدد آیات میں حج بیت اللہ کی زیارت کا ذکر آیا ہے۔ اور آیات قرآنی میں حج کے تمام ضروری احکام وہدایات واضح کردی گئی ہیں۔ فریضۂ حج صرف صاحب استطاعت لوگوں پر ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اليه سَبِيْلا. (آل عمران ۹۷)

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

حج تو درحقیقت خدا کی اس مقدس سرزمین پر حاضری کا نام ہے، جہاں نبیوں، رسولوں اور برگزیدہ بندوں نے اپنی حاضری کے ذریعہ اطاعت وبندگی کا فریضہ انجام دیا ہے، اور اپنی اطاعت وبندگی کا عہد وپیمان کیا ہے۔

درحقیقت اس فریضہ کی ادائیگی کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں اپنی غلطیوں سے توبہ کرنا اور اپنے انتہائی محسن ومنعم ومولیٰ ومالک کو منانا ہے، تاکہ وہ ہم پر نظر رحمت کردے اور ہمارے ساتھ عفو درگزر کا معاملہ کرے، کیوں کہ وہ رحم وکرم اور لطف وعنایت کا بحرِ بے کراں ہے۔

حج انسان کو کس طرح سے اللہ رب العزت کی نگاہ میں معزز ومکرم اور موقر ومحترم بنادیتا ہے اور حج کی ادائیگی کے بعد اس کی زندگی میں کیسی زبردست تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور کس طرح سے اس کی تربیت ہو جاتی ہے، پیغمبر اعظم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَانَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّة. (مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناسک ،ص:۲۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے ادا کرو، اس لیے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

يَقُوْلُ مَنْ أَهلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ عَنِ الْمَسْجِدِ الأَقْصٰى الى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَہ مَا تَقَدَّمَ منْ ذَنْبِہ وَمَا تَأَخَّرَ وَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّةُ. (مشکوٰۃ)

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص احرام باندھے حج اور عمرہ کا مسجدِ اقصیٰ سے مسجد حرام تک اس کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

حج بیت اللہ تو مومنین کے لیے توبہ وانابت، روحانی تربیت، اور رجوع الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے اور بندگی و طاعت اور خود سپردگی کا مظہر ہے۔ ایک مومن کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ عشقِ خداوندی اور محبتِ الٰہی سے اپنے قلوب واذہان کو مسحور رکھے۔ جب احرام باندھے اور تلبیہ "لبیک اللّٰھم لبیک" کا ورد کرے، تو ایسا محسوس ہو کہ بارگاہ الٰہی سے بندہ کو اطاعت و فرمانبرداری کے لیے بلایا جارہا ہے، اس پکار سے آدمی کے اندر عبدیت و بندگی کا احساس تازہ ہو اور خواہش نفس پر قابو پانے کا جذبہ نشو و نما پائے۔

اس عمل سے ہر ہر قدم پر تواضع وانکساری، روحانی کیف و سرور، خوف و خشیت، اخلاص و للّٰہیت پیدا ہو جائے۔ صبر و تحمل کی عادت پڑ جائے، فریضۂ حج کی ادائیگی سے مؤمن ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کا حقیقی مصداق بن جاتا ہے۔

بحسن وخوبی اس فریضہ کی ادائیگی کے بعد آدمی کی پوری ذات اطاعت وبندگی، خوف و خشیتِ ربانی اور فنا فی اللہ کا ترجمان بن جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ ہر برے عمل سے اجتناب کرنے لگتا ہے، اس کے اندر اعمالِ صالحہ کی طرف سبقت کا ذوق و شوق بڑی تیزی سے بڑھ جاتا ہے، اس کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے، اب اس کی زندگی میں ایک نئی روح، ایک نئی حیات اور اس کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا ہے، جس میں دین و دنیا کی بھلائیاں جمع اور دونوں کی کامیابی شامل ہوتی ہے۔

حج بیت اللہ درحقیقت وہ عظیم الشان فریضہ ہے جس میں ایک حاجی کو وقت کی قربانی دینا پڑتی ہے، مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور جسمانی مشقتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ مزید برآں اعزہ واقرباء اور احباب و رفقاء سے دور ہو کر اور ان کی یادوں کو بالائے طاق رکھ کر اللہ

رب العزت اور اس کے حبیب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادوں کے ورد کو اس تربیتی کورس میں اپنی زندگی کا شیوہ بناتا ہے، اس طرح اس کے اندر اخلاص وللّٰہیت، اخوت ومحبت، ایثار وقربانی اور دوسرے ان تمام اوصافِ حسنہ کو نشو نما دینے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے جس کے دور بیں اثرات ونتائج اس کی عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں اور پھر بلاشبہ اس کی زندگی قوم وملت بلکہ پوری دنیا کے لیے موجبِ سعادت ورحمت ثابت ہو جاتی ہے۔

☆☆☆ اللہ والوں کی باتیں ☆☆☆

حضرت ابو حفص نیشاپوریؒ نے فرمایا: کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ فراست کا دعویٰ کرے، البتہ دوسرے کی فراست سے ڈرنا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو، اور یہ نہیں فرمایا کہ تم فراست سے کام لو اور جو شخص فراست سے ڈرنے کا خود مامور ہے اس کو فراست کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے فرمایا: جو آخرت کو چاہتا ہو اس پر واجب ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے اور جو اللہ کو چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ آخرت کو چھوڑ دے، پس چاہیے کہ ترک دنیا، آخرت کے لیے اور ترک آخرت اپنے پروردگار کے لیے کرے، فرمایا، جو ہتھیار شیطان سے جنگ کرنے کے واسطے انسان کو مدد دیتے ہیں، ان میں بہتر اور کار آمد ہتھیار کلمہ توحید ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام آدمیوں میں کمزور تر وہ شخص ہے کہ عاجز ہو اپنی شہوت وخواہش کے روکنے میں اور تمام آدمیوں میں قوی ومضبوط تر وہ شخص ہے کہ قادر ہو اپنی شہوت اور خواہشوں کے ترک کرنے میں۔

حضرت علی خواص نے فرمایا: جب کسی بندہ کی توحید کامل ہو جاتی ہے تو اس کے لیے اس کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ مخلوق میں کسی ایک کا بھی سردار بنے کیونکہ وہ وجود صرف اللہ ہی کو دیکھتا ہے۔

قربانی کے مسائل واحکام

مولانا عبد الباری صاحب جامعہ فاروقیہ کراچی

مسئلہ: قربانی ہر اس مسلمان (مرد ہو یا عورت) پر واجب ہے جو عاقل، بالغ، مقیم اور صاحب نصاب ہو، صاحب نصاب سے مراد وہ شخص ہے جو ساڑھے سات تولہ (۸۷ء۴۷۹ گرام) سونا یا ساڑھے باون تولہ (۳۵ء۶۱۲ گرام) چاندی یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت نقد کی شکل میں یا اس کے برابر سامان تجارت کا مالک ہو، یہ سونا، چاندی، نقد روپیہ اور سامان تجارت کھانے پینے کا سامان، استعمال کے کپڑے، سواری، رہائش کا مکان، صنعتی آلات، مشینیں اور دیگر ضروریات کے علاوہ ہو۔

مسئلہ: قربانی کے نصاب پر سال کا گزرنا ضروری نہیں، بلکہ قربانی کے دنوں میں جس وقت بھی نصاب ملک میں آجائے تو قربانی واجب ہو گی۔

مسئلہ: نابالغ اور پاگل پر قربانی واجب نہیں، اسی طرح وہ مسافر جو سوا ستتر کلومیٹر ۷۷ کی مسافت کے ارادہ سے سفر میں ہے اس پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ: قربانی کے دنوں میں اگر مکہ مکرمہ میں حاجی مقیم اور صاحب نصاب ہو تو اس پر بھی عید الاضحی کی قربانی واجب ہو گی۔ واضح رہے کہ یہ قربانی دمِ شکر کی قربانی سے الگ ہے۔

مسئلہ: مردوں پر جس طرح قربانی واجب ہے اسی طرح عورتوں پر بھی مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ قربانی لازم ہے۔ چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔

مسئلہ: جو شخص صاحب نصاب نہیں، اس پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ: سونا، چاندی، نقد اور سامان تجارت کے علاوہ ضرورت سے زائد سامان کی قیمت بھی لگائی جائے گی، یعنی کسی کے پاس ضرورت سے زائد سامان موجود ہے اور سال بھر وہ استعمال میں نہیں آتا اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس پر قربانی واجب ہو گی۔

مسئلہ: اگر باپ اور بیٹوں کی ملکیتیں الگ الگ ہوں اور ہر ایک صاحب نصاب ہو تو ان میں سے ہر ایک پر قربانی واجب ہے اور اگر باپ بیٹے اکھٹے رہتے ہوں، ملکیتیں الگ الگ نہ ہوں اور بیٹوں کا مستقل کاروبار بھی نہیں اور ان کے پاس بقدر نصاب رقم بھی نہ ہو تو بیٹوں پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ: میاں بیوی کی ملکیتیں الگ شمار ہوں گی، لہٰذا دونوں صاحب نصاب ہوں تو ہر ایک پر مستقل قربانی لازم ہے اگر دونوں صاحب نصاب نہیں لیکن دونوں کی مجموعی ملکیتیں نصاب کے برابر ہوں تو ان پر قربانی واجب نہیں۔ اگر ایک صاحب نصاب ہو (مثلاً شوہر کاروبار کی وجہ سے یا بیوی زیورات کے مالک ہونے کی وجہ سے) تو صرف اس پر قربانی لازم ہے، دوسرے پر نہیں۔ نیز جو قرض شوہر پر لازم ہو بیوی کو اپنے نصاب سے یا بیوی مقروض ہو تو شوہر کو اپنے نصاب سے ان کو منہا کرنا جائز نہیں۔

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ اور دنبہ کی قربانی جائز ہے، ان کے علاوہ دیگر جانوروں مثلاً مرغا، مرغی، خرگوش، بطخ اور کبوتر وغیرہ کی قربانی جائز نہیں اور قربانی کی نیت سے ذبح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانوروں میں سے اونٹ پانچ سال، گائے، بیل، بھینس اور بھینسا دو سال کا، بکرا بکری، بھیڑ اور دنبہ ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اس سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ چھے ماہ کا دنبہ اس قدر فربہ ہو کہ وہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور میں حضرات فقہائے کرام نے عمر کا لحاظ رکھا ہے اور دو دانت ہونے کو اس کی علامت قرار دیا ہے، لہٰذا جانور اگر سن رسیدہ ہو تو اس کی قربانی درست ہے اور دو دانت کی علامت ہو تو بہتر ہے اور اگر دو دانت کی علامت نہیں لیکن سن رسیدہ ہے تو بھی اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: اگر بکرے کے سال مکمل ہونے میں ایک آدھ دن باقی ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ: اگر جانور دیکھنے میں کم عمر کا معلوم ہوتا ہو مگر یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی عمر پوری ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: نیل گائے، اور ہرن حلال جانور ہیں ان کا گوشت کھانا جائز ہے، لیکن چوں کہ وحشی جانور ہیں اس لیے ان کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح گھوڑے کی قربانی بھی جائز نہیں۔

قربانی کے حصے

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اور اونٹنی میں سات افراد شریک ہوں تو مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ قربانی درست ہے: تمام شرکاء مسلمان ہوں زیادہ سے زیادہ حصہ دار سات ہوں۔ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے شریک ہوں، اگرچہ ثواب حاصل کرنے کی جہت مختلف ہو، مثلاً واجب قربانی، نفلی قربانی، عقیقہ اور ولیمہ، لہٰذا اگر کوئی شخص گوشت حاصل کرنے کی نیت سے شریک ہوگا تو سب کی قربانی درست نہیں۔ سب کی آمدنی حلال ہو۔

مسئلہ: سات افراد سے کم مثلاً چار یا پانچ یا چھ یا اس سے بھی کم افراد شریک ہوں تب بھی قربانی کرنا درست ہے، البتہ سات افراد سے زیادہ اگر شریک ہوئے تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔

وہ جانور جن کی قربانی جائز ہے

مسئلہ: جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا بعد میں ٹوٹ گئے ہوں، بشرطیکہ سینگ جڑ سے نہ ٹوٹا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: جس بھیڑ یا بکری کی دم پیدائشی طور پر چھوٹی ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: جو جانور کانا ہو لیکن اس کا کانا پن ظاہر نہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: لنگڑا جانور جو چلنے پر قادر ہو اور چوتھا پاؤں زمین پر رکھ کر اور اس کا سہارا لے کر چلتا ہو، تو اس کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: جو جانور بیمار ہو، لیکن اس کی بیماری ظاہر نہ ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: جس جانور کو کھانسی یا خارش کی بیماری لاحق ہو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: جس جانور کا کان چیر دیا گیا ہو، یا ایک تہائی سے کم کاٹ دیا گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر کچھ گر گئے ہیں لیکن باقی زیادہ ہیں اور چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے بال کاٹ دیے گئے ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: بانجھ جانور کی قربانی جائز ہے، اس لیے کہ بانجھ ہونا قربانی کے لیے عیب نہیں

مسئلہ: خصی بکرے، مینڈھے اور بیل کی قربانی جائز ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں، چاہے خصیتین کو کاٹ دیا گیا ہو یا دبا کر بے کار کر دیا گیا ہو، اس لیے کہ یہ گوشت کی عمدگی کے لیے کیا جاتا ہے اور آں حضرت ﷺ نے بنفسِ نفیس خصی جانور کی قربانی فرمائی ہے، اس لیے خصی ہونا نہ صرف یہ کہ عیب نہیں بلکہ قربانی کے جانور کا ایک پسندیدہ وصف ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے پیٹ میں بچہ ہو اس کی قربانی صحیح ہے، البتہ ولادت کے قریب ذبح کرنا مکروہ ہے، تاہم ذبح کے بعد اگر بچہ زندہ ہو تو اس کو بھی ذبح کر لیا جائے اور کھا لیا جائے اور اگر مردہ ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

وہ جانور جن کی قربانی ناجائز ہے

مسئلہ: جس جانور کے سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کے پیدائشی کان ہی نہیں، یا پورا ایک کان کٹا ہوا ہے، یا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹا ہوا ہے، اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کی ناک کٹی ہوئی ہے، اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: جو جانور اندھا ہو یا اس کی تہائی بینائی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو، اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کی زبان کٹی ہوئی ہو اور چارہ نہ کھا سکتا ہو اس کی قربانی درست نہیں

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: بھیڑ، بکری اور دنبی کے ایک تھن سے دودھ نہ اترتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: بھینس گائے اور اونٹنی کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا رکھا تو جاتا ہے مگر جانور چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کی دُم ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹی ہوئی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: ایسا دُبلا اور لاغر جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو، یا ذبح کرنے کی جگہ تک نہ جا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا وقت

مسئلہ: عید الاضحی کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کا وقت ہے۔ ان تینوں دونوں میں جس وقت بھی قربانی کی جائے درست ہے، لیکن افضل بقر عید کا پہلا دن ہے، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔

مسئلہ: گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کی رات کو قربانی کا جانور ذبح کرنا درست ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ رات کو ذبح نہ کیا جائے، اس لیے کہ رگوں کے درست طریقے سے نہ کٹنے کا امکان ہے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو سورج کے غروب سے پہلے تک قربانی درست ہے، لیکن جب سورج غروب ہو جائے تو اس کے بعد قربانی درست نہیں ہو گی۔

مسئلہ: شہر والوں پر لازم ہے کہ قربانی کا جانور عید کی نماز کے بعد ذبح کریں، اس سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں، تاہم شہروں میں اگر عید کی نماز کسی وجہ سے نہیں پڑھی جا سکی تو نماز عید کا وقت گزر جانے کا انتظار کیا جائے، یعنی زوال تک انتظار کیا جائے پھر زوال کے بعد قربانی کی جائے۔

مسئلہ: کسی عذر کی وجہ سے اگر عید کی نماز دسویں ذوالحجہ کو نہیں پڑھی جا سکی، بلکہ گیارہویں یا بارہویں کے لیے مؤخر کر دی گئی، تو گیارہویں اور بارہویں کو نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر قربانی کرنے والے نے نماز عید ابھی تک نہیں پڑھی، مگر شہر میں کسی بھی جگہ نماز عید ادا کی گئی ہے تو وہ قربانی کر سکتا ہے، اس لیے کہ خود قربانی کرنے والے کا نماز عید سے فارغ ہونا ضروری نہیں، بلکہ مسجد یا عید گاہ میں نماز عید کا ادا ہو جانا کافی ہے۔

مسئلہ: دیہات اور گاؤں میں نماز عید وجمعہ واجب نہیں صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

ذبح کرنے کے ضروری مسائل

مسئلہ: جو شخص ذبح کرنا جانتا ہے تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور خود ذبح کرے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود موجود ہونا افضل ہے۔ اگر ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل دعا یاد ہو تو اسے پڑھے او راگر دعا یاد نہیں تو کوئی حرج نہیں، دل سے نیت ہی کافی ہے۔

دعا یہ ہے:

إِنِّيْ وَجَّهتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفاً وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنّ صَلاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ ومَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وبذلک أمرت وأنا أول المسلمين. اللهم منک ولک

پھر

﴿بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ﴾ کہہ کر ذبح کریں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیں: ﴿اَللّٰهمَّ تَقَبَّلْه مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِک وخَلِيْلِک اِبْراهِيمَ عَلَيهما الصلوة والسَّلاَم

مسئلہ: ذبح کرنے کی اجرت لینا جائز ہے، بشرطیکہ اجرت متعین ہو۔

مسئلہ: عورت اور بچے کا ذبح کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ بچہ ذبح کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

مسئلہ: قربانی میں ذبح کرتے وقت شرکاء کا نام پکارنے کی ضرورت نہیں، البتہ ذبح کرنے والا ان سب کی نیت کرے۔

مسئلہ: تیز چُھری سے ذبح کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: ذبح کرنے کے فوراً بعد کھال نہ اتاری جائے، بلکہ جسم ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیا جائے، پھر کھال اتار دی جائے۔

مسئلہ: قبلہ رخ بائیں کروٹ پر جانور کو لٹانا مستحب ہے۔

مسئلہ: مرتد، قادیانی اور زندیق کا ذبیحہ حرام ہے، ان سے قربانی کے موقع پر یا کسی اور جانور کا ذبح کرانا حرام ہے۔

گوشت کی تقسیم

مسئلہ: قربانی کا گوشت خود کھانا اور رشتہ داروں، مال داروں اور فقیروں میں تقسیم کرنا جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ تہائی حصہ خیرات کرے، اگر تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ مسئلہ: بڑے جانور میں اگر سات آدمی یا اس سے کم شریک ہوں تو گوشت تقسیم کرتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں، بلکہ تول کر وزن کرنا ضروری ہے، کمی بیشی کی صورت میں سود کا گناہ ہو گا۔

مسئلہ: جب شرکاء آپس میں گوشت تقسیم کرنا چاہیں تو وزن کر کے تقسیم کرنا ضروری ہے، اگر سارا گوشت لوگوں میں تقسیم کرنا چاہیں، یا پکا کر کھلائیں تو اس وقت تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصہ کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لیے، ایک حصہ رشتہ داروں میں اور ایک حصہ فقراء اور محتاجوں میں تقسیم کرے۔ اگر کوئی شخص عیال دار ہونے کی وجہ سے یا ویسے ہی تمام گوشت خود رکھنا چاہتا ہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت، سری پائے او چربی کا بیچنا جائز نہیں، بالفرض اگر کسی نے فروخت کر لیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے، اپنے پاس رکھنا یا استعمال میں لانا جائز نہیں۔

مسئلہ: قصائی کو بطور اجرت گوشت دینا جائز نہیں۔ مسئلہ: قربانی کا گوشت سکھا کر رکھنا درست ہے۔

قربانی کی کھال

مسئلہ: قربانی کرنے والا یا اس کے اہل وعیال کھال کو اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں، مثلاً جائے نماز، موزہ، مشکیزہ اور دستر خاون بنا کر اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔

مسئلہ: کھال کسی امیر شخص کو بھی دینا جائز ہے، البتہ فروخت کرنے کے بعد قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے، قیمت اپنے استعمال میں لانا یا کسی غنی اور امیر کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: کھال یا اس کی قیمت کسی ملازم کو تنخواہ اور کام کے عوض میں دینا جائز نہیں، جیسے امام، مؤذن اور قصائی کو بحق اجرت کھال دینا درست نہیں، البتہ اگر یہ لوگ مستحق ہوں تو مستحق ہونے کی وجہ سے دینا درست ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال کسی ایسے ادارے یا انجمن یا کسی ایسے رفاہی ادارہ کو دینا جائز نہیں جو اس رقم کو مستحقین پر خرچ نہیں کرتی بلکہ جماعت اور ادارہ کی دیگر ضروریات میں خرچ کرتی ہے۔

مسئلہ: قربانی کے بعد جانور کی رسی، جھول اور ہار کا صدقہ کرنا بہتر ہے ان کا بیچنا یا حق الخدمت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ ☆☆☆

اسلامی معلومات

حافظ عثمان محمود عباسی

سوال۔ وہ کون سے نبی ہیں جنہوں نے مزدوری کی؟

جواب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں مزدوری کی کہ دس سال تک ان کی بکریاں چرائیں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ جنہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مزدوری کی۔(ذخیرہ معلومات)

سوال۔ کن انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ گفتگو کی اور کہاں کہاں کی؟

جواب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور سیناء پر اور حضور ﷺ نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ گفتگو کی۔(صاوی)

سوال۔ اصحاب کہف کا واقعہ کس سن میں پیش آیا؟

جواب۔ یہ واقعہ ۲۴۹ء پیش آیا جس میں وہ تین سو برس سوتے رہے، بیداری ۵۴۹ء میں ہوئی، شمسی حساب سے حضور ﷺ کی ولادت تخمیناً ۵۷۰ء میں ہوئی۔ لہذا اصحاب کہف کی بیداری آپ کی ولادت سے اکیس برس قبل ہوئی اور ہجرت کے بعد اس واقعہ کو اندازاً بہتر سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔(حاشیہ تفسیر حقانی)

سوال۔ سب سے پہلے جنت میں کون سا نبی اور کون سی امت داخل ہوگی؟

جواب۔ جنت میں سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت داخل ہوگی۔(تفسیر ابن کثیر)

سوال۔ انصار میں ہجرت کے بعد سب سے پہلے کون سا بچہ پیدا ہوا؟

جواب۔ ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے حضرت نعمان بن بشیر پیدا ہوئے۔(البدایہ والنہایہ لابن کثیر)

حکایت

فطرت سے جنگ

عظیم آباد میں ایک عورت بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہوگئی۔ اس نے ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہر وقت شام کو سوکھی روٹی یا گیہوں کا چوکر کھانا اختیار کیا اور شب و روز تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتی۔ اسی حالت میں وہ بوڑھی ہوگئی۔ سینکڑوں عورتیں اس کی نفس کشی اور سچی پارسائی کو دیکھ کر مرید ہو گئیں۔ مرتے وقت اس نے سبھی کو بلا کر پوچھا کہ میں نے کیسی پاک دامنی، پارسائی اور عزت و حرمت سے اپنی زندگی کاٹی۔

سبھی نے کہا کہ ایسا ہونا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ کبھی کسی مرد کا منہ تک نہ دیکھا۔ ساری عمر روزہ رکھا، سوکھی روٹی کھائی یا چوکر پی کر گزارہ کیا اور شب و روز مصروف تلاوت و مشغول عبادت رہیں۔

وہ بولی اب میرے دل کا حال سنو کہ جوانی سے بڑھاپے تک رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت کبھی میرے کان میں چوکیدار کی آواز آتی تو دل چاہتا کہ کسی طرح اس کے پاس چلی جاؤں۔ لیکن اللہ کے خوف اور دنیا کی شرم سے بچتی رہی، اب میرا آخری وقت ہے۔ میں تم سبھی کو نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی جوان عورت بیوہ کو بے نکاح نہ رکھنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیسی ہی نیک بخت، پرہیز گار ہو اور کیسا ہی روکھا سوکھا کھانا کھائے لیکن بتقاضائے فطرت مرد کی خواہش اس کے دل میں ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح مرد کو بھی عورت کی حاجت ہے۔ حتیٰ کہ حیوانات، چرند و پرند بھی اس سے محفوظ نہیں۔ حافظ عثمان محمود حدوٹی)